جناب مولانا عبدالواحد، گکھڑ ضلع گوجرانوالہ

خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروقؓ

قرآنِ کریم کے آئینہ میں

خلیفۂ ثانی سیدنا حضرت عمر بن الخطابؓ کبار صحابہ کرام میں ایک جلیل القدر اور عالی مرتبت صحابی ہیں۔ آپ کے وجودِ مسعود کو دربارِ خداوندی سے غلبۂ اسلام کی علامت کا شرف حاصل ہوا۔ سید المرسلین، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے تقویتِ اسلام " اللّٰھم اعز الاسلام بابی جھل بن ھشام او بعمر بن الخطاب " آپ کے حق میں مستجاب ہوئی ——— چنانچہ جب آپ حلقہ بگوش اسلام ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیساختہ " اللہ اکبر " پکار اٹھے۔ اور ساتھ ہی تمام صحابہ کرامؓ نے مل کر اس زور سے نعرہ لگایا کہ مکہ کی تمام پہاڑیاں گونج اٹھیں۔ (انساب الاشراف بلاذری، طبقات ابن سعد)

حضرت عمرؓ بن الخطاب کے قبولِ اسلام نے اسلامی تاریخ میں ایک نئے دور کا آغاز کر دیا۔ اس وقت مسلمان اپنے فرائضِ مذہبی علانیہ ادا نہیں کر سکتے تھے اور کعبۂ مکرم میں نماز پڑھنا بالکل ناممکن تھا لیکن حضرت عمرؓ کے قبولِ اسلام نے دفعتاً نقشہ بدل کر رکھ دیا۔ چنانچہ ابن ہشام نے عبداللہ بن مسعودؓ کی زبانی اس واقعہ کو یوں روایت کیا ہے کہ:

(ترجمہ) "جب حضرت عمرؓ اسلام لائے تو قریش سے لڑے یہاں تک کہ انہوں نے کعبہ میں نماز پڑھی اور ہم نے بھی ان (عمرؓ) کے ساتھ (کعبہ میں) نماز پڑھی۔"

مسند احمد اور ترمذی میں حضرت عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اللّٰھم اعز الاسلام بابی جھل بن ھشام او بعمر بن الخطاب فاصبح عمر فغدا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم صلّی فی المسجد ظاھراً "

کہ اے اللہ! ابوجہل بن ہشام یا عمر بن خطاب کے ساتھ اسلام کو معزز فرما۔ پس صبح

ہوئی کہ عمرؓ بن الخطاب دربارِ رسالت میں پہنچ کر مسلمان ہو گئے، پھر مسجد کعبہ مکہ میں علانیہ نماز پڑھی۔"

یاد رہے کہ اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو "فاروق" (حق و باطل میں امتیاز کرنیوالا) کا لقب دیا۔

ذیل میں حضرت عمر فاروقؓ کے ان محامد و محاسن اور اوصاف و مناقب کا تذکرہ کیا جاتا ہے جو قرآنِ مجید میں مذکور ہیں۔

۱۔ غزوۂ بدر میں کفار کے گرفتار شدہ قیدیوں کی تعداد ستر تھی، وہ نہایت شریر، مفسد اور ظالم تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ طلب فرمایا کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ آیا ان کو قتل کیا جائے یا محض فدیہ لے کر ان کو رہا کر دیا جائے؟ اکثر صحابہ کرامؓ کی رائے یہ تھی کہ فدیہ لے کر ان کو رہا کیا جائے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ سے بھی مشورہ طلب کیا گیا۔ انہوں نے بھی فدیہ لے کر ان کو چھوڑ دینے کے حق میں رائے دی۔ مگر حضرت عمرؓ ان مفسدین و دشمنانِ اسلام کو قتل کرنے پر مصر تھے۔

اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ابو بکرؓ کی مثال حضرت ابراہیمؑ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی ہے کہ ان دونوں نے اپنی اپنی قوم کے لئے مغفرت طلب کی اور حضرت عمرؓ کی مثال حضرت نوحؑ کی سی ہے کہ انہوں نے "رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا" کا مطالبہ کیا۔"

بالآخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ شفقت و رحمت حضرت ابو بکر صدیقؓ اور دیگر صحابہؓ کے ساتھ متحد ہو گیا جو فدیہ لے کر آزاد کر دینے کی رائے دیتے تھے۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں یہ ستر سرکش قیدی اسلام اور مسلمانوں کے خطرناک دشمن تھے اس لئے ان کا یونہی چھوڑ دینا امنِ عامہ کو برباد کر دینے کی دعوت دینا تھا، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں، جو حضرت عمرؓ کی رائے کی سراسر موافقت کرتی ہیں:

"ما کان لنبی ان یکون له اسری حتی یثخن فی الارض تریدون عرض الدنیا والله یرید الآخرة والله عزیز حکیم" (الانفال: ۶۷)

کہ "نبی کی شان کے لائق نہیں کہ ان کے قیدی باقی رہیں (بلکہ قتل کر دیئے جائیں) جبتک وہ زمین میں اچھی طرح خونریزی نہ کرلیں۔ تم دنیا کا مال و اسباب چاہتے ہو اور اللہ تعالیٰ آخرت

کی مصلحت کو چاہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔"

مزید برآں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم فکلوا مما غنمتم حلالا طیبا واتقوا اللہ ان اللہ غفور رحیم" (پ ۱۰ الانفال: ۶۸، ۶۹)

"اگر خدا تعالیٰ کا نوشتہ مقدر نہ ہو چکا ہوتا تو جو امر تم نے اختیار کیا ہے، اس کے بارے میں تم پر کوئی بڑی سزا واقع ہوتی۔ سو جو تم نے لے لیا ہے اس کو حلال پاک سمجھ کر کھاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے"

۲۔ عبداللہ بن ابی جو رئیس المنافقین تھا، جب مرا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلق عظیم کی بنا پر اس کی نمازِ جنازہ پڑھنی چاہی تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ آپ ایسے منافق کی نمازِ جنازہ پڑھتے ہیں؟ لیکن آپؐ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھی، اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کی رائے کی موافقت میں یہ آیت نازل فرمائی:

"ولا تصل علی احد منہم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ انہم کفروا باللہ ورسولہ وماتوا وہم فاسقون" (التوبۃ: ۸۴)

"اور ان میں کوئی مر جائے تو اس (کے جنازہ) پر کبھی نماز نہ پڑھئے اور نہ (دفن کیلئے) اس کی قبر پر کھڑے ہوئیے (کیونکہ) انہوں نے اللہ اور اس کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ حالت فسق (وکفر) میں ہی مرے ہیں"

۳۔ ابتدائے اسلام میں عورتوں کو پردہ کا حکم نہ تھا۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہراتؓ بھی پہلے پہل پردہ نہ کیا کرتی تھیں۔ حضرت عمرؓ کو بار بار پردے کا خیال آیا تھا۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے درخواست پیش کی کہ نیک وبد آپؐ کی ازواج پر نظر پڑتی ہے، آپؐ ان کو پردہ کرنے کا حکم کیوں نہیں صادر فرماتے؛ آپؐ وحی کی انتظار میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے پردے کی آیات نازل فرمادیں۔

۴۔ حضرت عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ "مقام ابراہیم" کو جائے نماز بنالیں تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کی موافقت میں یہ آیت نازل فرمائی:

"واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی"

یعنی "مقام ابراہیم کو جائے نماز بنالو" (البقرۃ)

۵ - قصہ شربِ عسل کے سلسلہ میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وقتی پریشانی ہوئی تو حضرت عمر رضؓ نے آپؐ سے کہا، آپ عورتوں کے بارے میں اتنی مشقت میں کیوں پڑتے ہیں، اگر آپ انہیں طلاق بھی دیدیں تو آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے، جبرائیل و میکائیل، ابوبکر اور جملہ مومنین ہیں ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضؓ کی موافقت میں یہ آیت نازل فرمائی:

"وان تظاهرا عليه فان الله هو مولاه وجبريل وصالح المؤمنين والملئكة بعد ذالك ظهير"

اور اگر (اسی طرح پیغمبرؐ کے مقابلہ میں تم دونوں (ازواج النبیؐ) کارروائیاں کرتی رہیں تو یاد رکھیں، پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کا رفیق اللہ ہے ۔ اور جبرائیلؑ اور نیک مسلمان اور ان کے علاوہ فرشتے (آپؐ کے) مددگار ہیں۔" (التحریم پ۲۸)

چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عمر رضؓ فرماتے ہیں، آپؐ کی ازواج مطہرات غیرت (قصہ شربِ عسل) میں آگئیں جس پر میں نے ان سے کہا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں طلاق دیدیں گے تو اللہ تعالیٰ تم سے بہتر بیویاں آپؐ کو دیگا ۔ تو میرے لفظوں کے مطابق قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی:

"عسىٰ ربه ان طلقكن ان يبدله ازواجا خيرا منكن مسلمات مؤمنات قانتات تٰئبات عٰبدات سٰئحات ثيبات وابكارا"۔

کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اگر تم عورتوں کو طلاق دے دیں تو ان کا پروردگار بہت جلد تمہارے بدلے ان کو اچھی بیویاں دیدیگا جو اسلام والی، ایمان والی، فرمانبرداری کرنے والی، توبہ کرنے والی، عبادت کرنے والی، روزہ رکھنے والی ہوں گی اور کچھ بیوہ اور کچھ کنواری۔" (التحریم، پ۲۸)

اسی لئے حضرت انسؓ اور ابن عمر رضؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے تین چیزوں میں موافقت کی، مقام ابراہیمؑ کو جائے نماز بنانا، پردہ اور آیۂ تخییر (بخاری، مسلم بحوالہ مشکوٰۃ ملخصاً) اور ایک روایت میں چار باتوں میں موافقت کا ذکر آیا ہے۔

۶ - ابن ابی حاتم وغیرہ بحوالہ ابن کثیر میں ذکر ہے جس کا اختصار یہ ہے کہ دو شخصوں میں باہمی نزاع پیدا ہوگیا ۔ فیصلہ کے لئے دربارِ رسالت میں دونوں شخص پہنچے ۔ آپؐ نے ان کے درمیان فیصلہ فرمادیا ۔ لیکن جس شخص کے خلاف فیصلہ ہوا تھا وہ صدق دل سے آنحضرت صلعم

کے فیصلے پر راضی نہ ہوا۔ چنانچہ نظرِ ثانی کے لئے وہ حضرت عمرؓ کے پاس دوسرے کو لے گیا اور ازسرِ نو حضرت عمرؓ سے فیصلہ کرنے کی درخواست کی۔ دوسرے نے بتلا دیا کہ اس سے پہلے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ میرے حق میں ہو چکا ہے ...... یہ سن کر حضرت عمرؓ غضبناک ہو گئے اور تلوار سے دوبارہ فیصلے کا تقاضا کرنے والے کا سر قلم کر دیا۔ مقتول کے ورثا نے قصاص کا دعویٰ کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے یہ قطعاً گمان نہیں کہ عمر فاروقؓ کسی مومن کو قتل کریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کے اس فیصلہ کو درست فرمایا اور اس منافق کا خون باطل کرنے کے لئے یہ آیت نازل فرمائی:

"فلا وربك لا يؤمنون حتىٰ يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم حرجا مما قضيت ويسلموا تسليما" (النساء پ۵)

اساریٰ بدر اور اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمرؓ کفار و منافقین کے معاملات میں نہایت سخت گیر واقع ہوئے تھے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ آپؓ اشداء علی الکفار رحماء بینهم کے صحیح مصداق تھے۔

۷۔ شراب کی حرمت کے بارے میں جب یہ آیت "یسئلونك عن الخمر والمیسر الخ" اتری تو حضرت عمرؓ نے فرمایا:

"خدایا، اسے ہمارے لئے اور صاف بیان فرما"

اس پر سورۃ المائدہ کی یہ آیت اتری:

"انما الخمر والميسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشيطٰن فاجتنبوه لعلكم تفلحون .... الآیۃ

کہ "اے ایمان والو، شراب، جوا، بتوں کے تھان اور پانسے ریہ سب پلید ہیں اور شیطانی عمل سے ہیں، ان سے بچے رہو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ بیشک شیطان ارادہ رکھتا ہے کہ وہ تمہارے درمیان شراب اور جوئے سے دشمنی اور کینہ ڈال دے نیز تمہیں خدا تعالیٰ کی یاد اور نماز سے باز رکھے، پس کیا تم اب بھی باز آتے ہو یا نہیں؟)

اس آیت کے آخری الفاظ "فهل انتم منتهون" جب حضرت عمرؓ کے کان میں پڑے تو فوراً پکار اٹھے۔ "انتهينا انتهينا" کہ "ہم رک گئے، ہم باز آ گئے"! (مسند احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

۸۔ ابتدائے اسلام میں رمضان شریف میں رات کے وقت سو جانے سے پہلے پہلے ہی بیویوں

کے پاس جانے کی اجازت تھی - لیکن ایک دفعہ حضرت عمر رضہ - سو اٹھنے کے بعد مجامعت کے مرتکب ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بصد حسرت و افسوس اس قصور کا اعتراف و اقرار کیا - تو اللہ تعالیٰ نے یہ اجازت مستقل طور پر مرحمت فرمادی کہ :

"احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نسائکم هن لباس لکم و انتم لباس لهن علم اللہ انکم کنتم تختانون انفسکم فتاب علیکم و عفا عنکم فالئن باشروهن وابتغوا ما کتب اللہ لکم وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر"

یعنی "رمضان کی راتوں میں تمہارے لئے اپنی بیویوں سے ملنا حلال کیا گیا، وہ تمہارا لباس ہیں تم ان کے لباس ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری پوشیدہ خیانتوں کو معلوم کر لیا ہے اور تمہاری توبہ قبول فرما کر تم سے درگذر کیا، اب تمہیں صبح صادق تک ان سے مباشرت اور کھانے پینے کی اجازت ہے"

بنابریں تمام امت محمدیہ علی صاحبها الصلوٰۃ والسلام، حضرت عمر رضہ کی ممنون و مشکور ہے!

۹- واقعۂ افک (بہتان) کی نسبت جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رض سے مشورہ طلب فرمایا تو حضرت عمر رضہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ "آپ کا نکاح کس نے کیا تھا؟ آپ نے ارشاد فرمایا، "خدا کے ذوالجلال نے! اور کیا تم (عمر رض) یہ خیال کرتے ہو کہ خدا نے کسی چیز کے عیب کو پوشیدہ رکھا ہے؟" تو حضرت عمر رضہ نے فرمایا کہ "بس پھر تو: هذا ابهتان عظيم" (یہ بہت بڑا بہتان ہے) چنانچہ یہی الفاظ "هذا ابهتان عظيم" نازل ہوئے!

۱۰- آپ رض فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری کہ ہم نے انسان کو بجتی مٹی سے پیدا کیا ہے، تو بیساختہ میری زبان سے "فتبارك الله احسن الخالقين" کے الفاظ نکلے - اور پھر وہی "فتبارك الله احسن الخالقين" کا نزول ہوا - (ابن کثیر)

تلك عشرۃ کاملۃ، فاعتبروا یا اولی الابصار!